www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

اس طرح ایک طویل مدت کی ذاتی محنت، لگن اور جستجو کے نتیجے میں اردو زبان میں ایک ایسی کتاب وجود میں آگئی، جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے قطعی منفرد اور قرآن فہمی کے لیے غیر معمولی افادیت کی حامل ہے اور پورے دینی لٹریچر میں عربی سمیت کسی بھی زبان میں اس موضوع پر کوئی ایسی کتاب نہیں جسے اس کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے۔ اس کتاب کے ذریعے اب ایک عام اردو خواں بہ آسانی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ قرآن میں کسی ایک چیز کے لیے کتنے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ان کے درمیان ذیلی فرق کیا ہے۔ مثلاً ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قیامت کا ذکر کتنے مختلف ناموں سے کیا ہے تو اس کے لیے ہمیں کتاب کے گیارہویں صفحہ سے لے کر ۴۴ ویں صفحہ تک پھیلی ہوئی حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کردہ اردو الفاظ کی فہرست میں حرف "ق" کی شق میں قیامت کا لفظ تلاش کرنا ہو گا جو ۲۷ ویں صفحہ پر موجود ہے اور جس کا نمبر اس شق میں سولھواں ہے۔ یہاں لفظ قیامت کے سامنے ہمیں قیامت سمیت ۱۲ نام ملیں گے، جو سب کے سب قرآن میں قیامت کے لیے استعمال ہوئے ہیں، یعنی الساعۃ، یَومُ الدین، یَومُ الخروج، یَومُ الحساب، یَومُ الفصل، غاشیۃ، حاقۃ، صاخۃ، آزفۃ، قارعۃ اور طامۃ الکبریٰ۔ اب ناموں کے ذیلی فرق کو جاننے کے لیے ہمیں کتاب کے اندر صفحہ ۶۸۵ سے ۶۸۷ تک "ق" کی فصل میں لفظ قیامت کے تحت ان تمام ناموں کی تشریح قرآنی آیات کے حوالوں کے ساتھ ملے گی اور آخر میں "ماحصل" کے عنوان سے اس کا خلاصہ بھی مل جائے گا۔ اسی طرح دوسرے تمام الفاظ کا معاملہ ہے، مثلاً انسان کے لیے قرآن میں مختلف مقامات پر سات، اطاعت کے لیے آٹھ، بارش کے لیے نو، بدلہ کے لیے بارہ اور جماعت یا گروہ کے لیے ۱۴ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ہر جگہ اس مخصوص لفظ کے استعمال کی اپنی حکمت ہے جو اس کے معانی کے ذیلی فرق کی نشاندہی سے واضح ہو جاتی ہے۔

اسے مثال سے یوں سمجھئے کہ آزمائش کے لیے قرآن میں کہیں امتحان، کہیں ابتلاء اور کہیں فتنہ استعمال کیا گیا ہے۔ مترادفات القرآن کے صفحہ ۸۰ تا ۸۲ پر قرآنی آیات میں ان تینوں الفاظ کے استعمال کی مثالیں دے کر ان کے فرق کو واضح کیا گیا ہے اور آخر میں "ماحصل" کے تحت اس کا خلاصہ یوں دیا گیا ہے ۔ ۱۔ ----- امتحان ----- اس امتحان میں سختی کے بجائے نرمی ہوتی ہے اور اس میں سابقہ تعلیم و تربیت کی آزمائش ہوتی ہے۔ ۲۔ بلاء اور ابتلاء ----- یہ آزمائش کی سخت قسم ہوتی ہے اور بالعموم ایسے واقعات سے ہوتی ہے جسے دوسرے بھی دیکھ سکیں یعنی حوادث زمانہ سے ہوتی ہے۔ ۳۔ فتنہ ----- بذات خود سخت مگر دل کشی سے ہوتی ہے یعنی بالعموم ایسی چیزوں سے ہوتی ہے جن سے انسان کا دلی لگاؤ ہو، دوسرے تو کیا بسا اوقات خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ۔ (۴/۱۰۲)

اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار۔ اور ساتھ لے لو اپنا بچاؤ۔ (عثمانیؒ)

اس آیت میں خُذُوْا کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں حذر سے مراد صرف ہوشیار رہنا نہیں (جیسا کہ فتح محمد صاحب نے لکھا ہے) بلکہ دفاعی سامان ہر حالت میں اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن نہتا دیکھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔

۴۔ شوکۃ : شَوْكٌ بمعنی کانٹا (مع) درشاکَ بمعنی کانٹا چبھونا اور شوکۃ بمعنی ایک کانٹا (ج اشواک) بچھو کا ڈنگ۔ ہتھیار، تیزی۔ قوت۔ لڑائی۔ دبدبہ اور ذوشوکۃ بمعنی باہتھیار، مسلح اور شوک سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے جارحانہ ہتھیار مراد ہیں جن سے حملہ کیا جا سکے۔ (منجد) قرآن میں ہے:

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (۸/۷)

اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے ہتھیار ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے۔

ماحصل: (۱) اَسْلِحَۃ، ہر قسم کا جنگی سامان جنگی سامان کے لیے مخصوص لفظ۔ جنگ ہیں ورنہ نہیں۔

(۲) اوزار بمعنی ہتھیار۔ اگر جنگ سے نسبت ہو تو آلات

(۳) حِذْر : دفاعی جنگ اور ہتھیار

(۴) شوکۃ : جارحانہ لڑائی کے ہتھیار

۲۵۔ آنا

کے لیے جَاءَ (جئ)، اَتٰی، ھَيْتَ، ھَلُمَّ اور تَعَالَ (علو) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ جَاءَ : آنا کے لیے جَاءَ کا لفظ عام ہے۔ تاہم اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ آنے کا عمل فی الواقعہ ظہور میں آ چکا ہو (مف) ارشاد باری ہے:

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ (۱۲/۱۶)

اور وہ (یوسفؑ کے بھائی) رات کو روتے روتے اپنے باپ کے پاس آئے۔

۲۔ اَتٰی : کسی دوسرے کام کے نتیجہ میں آنے کو یا بسہولت آنے کو کہتے ہیں جیسے دودھ بلونے سے اوپر مکھن آ جاتا ہے تو اس مکھن کو اَتُوْۃ کہتے ہیں اور اَتِیّ سیلاب کو (مف فل) کہتے ہیں۔

جَاءَ اور اَتٰی میں دوسرا فرق یہ ہے کہ اَتٰی میں (بخلاف جاء کے) یہ ضروری نہیں ہوتا کہ فی الواقعہ آنے کا عمل واقعہ ہو چکا ہو۔ مثلاً درج ذیل آیت:

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (۱۶/۱)

خدا کا حکم (یعنی عذاب گویا) آ ہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے جلدی مت کرو۔

میں امر سے مراد قیامت اور جزا۔ وسزا کا عمل ہے جو ابھی واقع ہونے والا ہے۔

۳۔ ھَيْتَ : یہ لفظ دراصل اَتٰی کے صیغہ امر حاضر کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کے صیغے ضمائر منفصل سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷ــــــ بدکاری

کے لیے زِنَا، بِغَاء، سَافِح اور فَاحِشَة کے الفاظ آئے ہیں ؛

۱۔ زِنَا : معروف لفظ ہے یعنی کسی مرد کا غیر عورت سے یا عورت کا اپنے مرد کے علاوہ کسی دوسرے سے بدفعلی کا ارتکاب زنا کہلاتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے ؛

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۔ وَسَآءَ سَبِيْلًا (۱۷/۳۲) — اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔

۲۔ بِغَاء : بغی کے معنی حد سے تجاوز کرنا۔ نافرمانی کرنا، دراز دستی کرنا ہیں۔ اور بَاغَتِ الْاَمَةُ بِغَآءً کے معنی لونڈی کا زنا کرنا ہے اور بَغِیّ کے معنی زناکار فاحشہ عورت کے ہیں (منجد) یعنی بغآء کا لفظ یا تو لونڈی کے زنا سے مخصوص ہے یا پھر پیشہ ور بدکار عورت یعنی کنجری کے لیے۔ جو دوسروں میں زانیہ مشہور ہو چکی ہو۔ قرآن ان دونوں معنوں کی تائید کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (۲۴/۳۳) — اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرنا۔

ایک دوسرے مقام پر یہود حضرت مریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں ؛

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (۱۹/۲۸) — اے ہارون کی بہن، نہ تو تیرا باپ ہی بداطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی۔

۳۔ سَافِح : سفح کے معنی خون یا پانی بہانا اور سَافِح کے معنی زنا کرنا ہیں (منجد) اور ابن الفارس کے الفاظ میں صَبَّ الْمَاءِ بِلَا عَقْدِ نِكَاحٍ یعنی نکاح کے عقد کے بغیر زنا کرنا۔ گویا زنا اور سَافِح میں فرق یہ ہے کہ اس میں تکرار پایا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم نے مُحْصِنِيْنَ کے مقابلے میں مُسَافِحِيْنَ کا لفظ استعمال کر کے، اس کی تائید کر دی ہے۔ تو سَافِح کے معنی ہماری زبان میں "بطور داشتہ رکھنا" ہیں اور مُسَافِح بمعنی ایسی عورت اور مرد ہیں۔ جن کے آپس میں علانیہ تعلقات استوار ہوں۔ آشنا کا لفظ بھی آج کل اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔ (۴/۲۵) — تو ان کے ساتھ ان کے مالکوں سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر لو۔ اور دستور کے مطابق ان کا مہر بھی ادا کرو بشرطیکہ عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ در پردہ دوستی کرنا چاہیں۔

۴۔ فَاحِشَة : فحش کے معنی ہر وہ قول یا فعل جو قباحت اور بُرائی میں حد سے بڑھا ہوا ہو (مف م ل) اور فاحشة سے مراد ایسے اقوال و افعال ہیں جو زنا کے قریب لے جاتے ہیں یعنی بے حیائی کے کام اور باتیں اور ان معنوں میں یہ لفظ قرآن کریم میں بارہا استعمال ہوا ہے اور زنا کے لیے فاحشة مُبَيِّنَة کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضد اٰخِرت (پچھلی۔ اخروی زندگی) ہے۔ ارشادِ باری ہے:

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (۵۶: ۴۹-۵۰) کہہ دو کہ سب پہلے اور پچھلے ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کیے جائیں گے۔

۲۔ سَبَقَ: کا اصل معنی خود آگے بڑھ جانا اور دوسروں کو پیچھے چھوڑ دینا ہے۔ یعنی سابق کا لفظ مسبوق کا مقتضی ہوتا ہے۔ جبکہ اوّل کا لفظ آخر کا مقتضی نہیں ہوتا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں، فلاں کا پہلا لڑکا ہے خواہ اس کے بعد دوسرا تیسرا کوئی بچہ نہ ہو۔ لیکن سابق نہیں کہہ سکتے (فق ل ۹۷) ارشادِ باری ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (۵۹: ۱۰) اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

۳۔ قبل (ضد بعد) ہر طرح کے تقدم (زمانی، مکانی، ترتیبی) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مگر قرآن میں یہ لفظ صرف تقدم زمانی کے طور پر ہی استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۲: ۴) اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر نازل ہوا اور اس پر بھی جو تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوا۔

ماحصل: (۱) اَوّل اور اُولٰی بمعنی پہلا صرف ترتیب عددی، صناعی اور زمانی کے لیے۔ (۲) سَبَقَ، مسبوق کا بھی مقتضی ہوتا ہے اور (۳) قبل: کسی بھی کام میں تقدم زمانی کے لیے آتا ہے۔ اور اوّل کے مقابلہ میں اخص ہے۔

۲۹۔ پہلو

کے لیے جَنْب، جَنَاح اور عِطْف کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ جَنْب: بمعنی پہلو۔ طرف۔ جانب۔ کروٹ۔ اور جنب کسی چیز کی کوئی ایک طرف یا پہلو بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا (۱۰: ۱۲) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہم کو پکارتا ہے۔

اور اس کے علاوہ پاس یا پہلو والی کوئی اور چیز بھی۔ جیسے صاحبِ بالجنب بمعنی پاس بیٹھنے والا ساتھی اور جانب یا طرف بھی جیسے جنب الحائط بمعنی دیوار کی جانب (مف) اور جنب بنیادی طور پر بھی دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ۱۔ پہلو ۲۔ دور ہونا (م۔ل) درج ذیل آیت میں:

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (۴: ۳۶) اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والا اور مسافر۔

اور جار الجنب سے مراد دور کا ہمسایہ اور صاحب بالجنب کے معنی پاس رہنے والا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷ــ جواب دینا

کے لیے اَجَابَ (جوب) رَجَعَ اور اَفْتٰی (فتو) کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَجَابَ (ضد سَاَلَ) اور سَاَلَ معنی سوال کرنا، کوئی چیز مانگنا بھی ہے اور کچھ پوچھنا بھی ہے۔ اسی طرح اَجَابَ کے معنی کسی سوال کا جواب دینا بھی ہے۔ اور کوئی چیز مانگی جائے تو اس کا قبول کرنا یا دینا بھی ہے۔ یہاں سوال کا جواب زیر بحث ہے۔ قرآن میں ہے،

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ (۵/۱۰۹) — اس دن اللہ تعالیٰ پیغبروں کو جمع کریگا۔ پھر پوچھے گا۔ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟

۲۔ رَجَعَ، کا بنیادی معنی پھرنا، لوٹنا یا واپس ہونا ہے۔ اور الرَّجْعُ (مصدر) بمعنی خط کا جواب دینا (منجد) ہے۔ قرآن میں ہے:

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ۔ (۲۷/۲۸) — میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے۔ پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

۳۔ اَفْتٰی، بمعنی کسی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کا جواب دینا خواہ یہ مسئلہ شرعی ہو یا عام دنیوی امور سے متعلق ہو اور فتوٰی بھی شرعی اصطلاح میں کسی عالم سے کسی پیچیدہ مسئلہ کا جواب لینے کو کہتے ہیں۔ اور استفتاء بمعنی ایسے مسئلہ کا جواب طلب کرنا۔ ارشادِ باری ہے؛

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (۴/۱۷۶) — لوگ آپ سے فتوٰی پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوٰی دیتا ہے۔

ماحصل: (۱) اَجَابَ، کسی سوال کا جواب دینا۔ (۲) رَجَعَ، خط کا جواب دینا۔
(۳) اَفْتٰی: کسی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کا جواب دینا۔ فتوٰی دینا۔

۱۸ــــ جوانی

کے لیے حَلَمَ اور اَشُدّ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ حَلَمَ: (حُلُمًا) بمعنی لڑکے کا بالغ ہونا (منجد) اور حُلُم بمعنی خواب میں جماع کرنا (م۔ ا) گویا جب لڑکے کو پہلی بار احتلام ہو تو اس عمر کو حُلُم یا سنّ بلوغت کہتے ہیں۔ آغازِ جوانی۔ قرآن میں ہے،

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (۲۴/۵۹) — اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح (گھروں میں داخل ہونے کے لیے) اجازت لینی چاہیے۔ جس طرح اُن سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ اَشُدَّ: اَشُدّ بمعنی عقل یا عمر کی پختگی تک پہنچنا (منجد) اور یہ تقریباً ادھیڑ عمر ہوتی ہے۔ بھرپور جوانی۔ جس کے بعد بڑھاپے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ دوزخ اور اسکے مختلف نام

کے لیے اَلنَّار، جَهَنَّم، جَحِیْم، سَقَر، سَعِیْر کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ اَلنَّار: نار (نور) کے معنی آگ معروف لفظ ہے۔ جب اس پر معرفہ کا ال داخل ہو اور امتیاز کے لیے دوسرا کوئی قرینہ بھی نہ ہو۔ تو النار سے مراد دوزخ ہوگی۔ قرآن میں ہے:

اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ (۳۸/۵۹) بشیک وہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

۲۔ جَهَنَّم: فارسی لفظ جہنام سے معرب ہے۔ بمعنی دار العقوبت۔ سزا اور عقوبت کا گھر (مف) اہل لغت عموماً اسے ماہ جہم کے تحت لاتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ (۳۸/۵۶) وہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

۳۔ جَحِیْم: جَحَمَ بمعنی شیر کا گھورنا اور تیز نگاہوں سے دیکھنا۔ اور جحم بمعنی آگ کا تیز بھڑکنا۔ اور جحیم بمعنی تیز بھڑکنے والی آگ (مف) اور جحیم بمعنی گڑھے میں سخت دہکتی ہوئی آگ۔ سخت گرم جگہ۔ دوزخ (منجد) ارشادِ باری ہے:

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۴۴/۴۷) اسے پکڑلو اور کھینچتے کھینچتے جہنم کے بیچوں بیچ ڈال دو۔

۴۔ سَقَر: سَقَرَ بمعنی سورج کا کسی کو جھلسنا۔ اور اَلسَّقْرَۃُ بمعنی سورج کی سخت گرمی اور تپش۔ لُو اور سقر بمعنی شدید حرارت جو بدن کو جھلس دے۔ قرآن میں ہے:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ (۷۴/۲۷-۲۹) اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ نہ وہ کسی کو باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی اور بدن کو جھلس کر سیاہ کردے گی۔

۵۔ سَعِیْر: سَعَرَ بمعنی آگ کو بھڑکانا اور تیز کرنا (مف) اور اسی نسبت سے دوزخ کو سعیر کہا گیا ہے۔ یعنی ہر دم بھڑکتی رہنے والی آگ۔ قرآن میں ہے:

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (۴/۱۰) عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

دوزخ کے چند طبقات کے نام:

۱۔ غَیّ: غَوٰی بمعنی گمراہ ہوکر غلط راستہ اختیار کرجانا۔ یہ ضلال سے اگلا درجہ ہے۔ اور غیّ ایسی گمراہی کو کہتے ہیں جو غلط عقیدہ کی وجہ سے ہو (مف) اور غیّ جہنم کی ایک وادی یا طبقے کا بھی نام ہے جس میں ایسے گمراہ لوگوں کو ڈالا جائے گا۔ ارشادِ باری ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (۱۹/۵۹) پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ عنقریب ایسے لوگ غیّ میں جائیں گے

۲۔ هَاوِيَة: هَوٰى يَهْوِيْ بمعنی بلندی سے زمین پر گرنا۔ اور اُهْوِيَّة گہرے کنوئیں کو۔ اور اُهْوِيَّة گہرے گڑھے کو (منجد) اور هَاوِيَة دوزخ میں ایک گہرے گڑھے کا نام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ۔ سو اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ نام: بمعنی سونا معروف لفظ ہے اور اس کا استعمال عام ہے (فل ۲۹۲) سونا یا نیند بھی ایک قسم کی موت ہے جس میں رُوح نفسانی بدن سے جدا ہو کر سیر کرتی پھرتی ہے اور حواسِ خمسہ کی کارگزاری بہت حد تک کم ہو جاتی ہے کیونکہ وُہ ماند پڑ جاتے ہیں۔ دریں اثنا انسان کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اور وُہ ذہنی اور جسمانی سکون کی وجہ سے راحت و آرام حاصل کرتا ہے۔ نَوم بمعنی نیند اور مَنام بمعنی حالتِ خواب۔ نیند کی حالت۔ ارشادِ باری ہے:

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (۷/۹۷) — کیا بستی والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ راتوں رات ان پر ہمارا عذاب آئے اور وُہ سوئے ہوئے ہوں۔

۲۔ هَجَعَ: بمعنی غفلت کی نیند سونا (فل ۱۶۱) گھوڑے بیچ کر سونا۔ سوتے میں دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جانا اور صاحبِ منجد الهجعة کے معنی رات کے پہلے حصّہ کی ہلکی نیند بتلاتے ہیں لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ وُہ خود ہی اَلْهُجَعُ کے معنی غافل۔ بے وقوف اور بہت سونے والا کہتے ہیں (منجد) نیز قرآن سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔ لہٰذا صاحب فقہ اللغتہ کے معنی ہی صحیح معلوم ہوتے ہیں البتہ هجوع کا لفظ رات کو سونے سے مختص ہے جیسے دوپہر کے سونے کو قیلولہ کہتے ہیں (م ق) ارشادِ باری ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۵۱/۱۷) — وُہ رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے اور اوقاتِ سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے۔

۳۔ رَقَدَ: بمعنی لمبی نیند سونا (فل ۱۶۱) اَلرُّقَاد بمعنی خوشگوار اور ہلکی سی نیند (مف) الرقدة اور الیرقود بمعنی بہت سونے والا اور الرقود بمعنی ہمیشہ سونے والا (منجد) ان سب باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رقد ایسی نیند ہے جو لمبی بھی ہو، خوشگوار بھی اور ہلکی بھی۔ یعنی انسان آہٹ سے جاگ اٹھے۔ ارشادِ باری ہے:

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔ (۱۸/۱۸) — اور تم ان کو خیال کرو کہ وُہ جاگتے ہیں حالانکہ وُہ سوتے ہیں۔

۴۔ قَالَ (يَقِيْلُ قَيْلًا وَقَيْلُوْلَةً) دوپہر کو سونا۔ دن کے وقت استراحت کرنا (فل ۲۹۲) ارشادِ باری ہے:

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (۷/۴) — اور کتنی ہی بستیاں ہم ہلاک کر چکے جن پر ہمارا عذاب یا تو رات کو سوتے میں آیا یا دوپہر کو جب وُہ سو رہے تھے

۵۔ ضَجِعَ: پہلو یا کروٹ کے بل لیٹنا۔ سستانا۔ آرام کرنا (منجد) خواہ اونگھ یا نیند آ جائے یا نہ آئے نیم خوابی کی حالت۔ اور مَضَاجِع بمعنی بچھونے۔ بستر۔ اور اَضْجَعَه بمعنی اس کو سلایا۔ (م ق) ارشادِ باری ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ — اُن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وُہ اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا (۷۳/۱۴) (بھربھرے) ہوجائیں جیسے ریت کے تودے پھسلے پڑتے۔

۴۔ مَارَ میں بنیادی تصوّر حرکت اور تیز رفتاری ہے۔ اَلنَّاقَةُ تَمُوْرُ فِیْ سَیْرِهَا بمعنی اُونٹنی کا تیز رفتاری سے غبار اڑاتے چلے جانا (مف) اور مَوْرٌ بمعنی غبار بن کر ہوا میں اڑنا (فل ۲۱) اور مار الشیء بمعنی کسی شے کا تیز رفتاری کی وجہ سے آگے پیچھے ہلنا اور لرزنا۔ توازن کھو دینا (منجد) ارشادِ باری ہے:

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا (۵۲/۹) جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر۔

ماحصل: زَلْزَلَ، رَجَّ اور رَجَفَ تینوں بالعموم زلزلہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ زلزل عام ہے رَجّ ابتدائی کیفیت اور رجف شدید کیفیت کو کہتے ہیں۔ اور مَارَ کسی بھی چیز میں تیز رفتاری کی وجہ سے لرزش اور ڈگمگاہٹ کو کہتے ہیں۔

۹ ــــ کب ؟

کے لیے اَیَّانَ[1] اور مَتٰی[2] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَیَّانَ: کسی کام کا وقت پوچھنے کے لیے آتا ہے (مف) ارشاد باری ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (۷۹/۴۲) (اے پیغمبر!) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔

۲۔ مَتٰی: وقت کے علاوہ شرط کے معنی بھی دیتا ہے (م۔ ق) قرآن میں ہے:

(۱) مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۲/۲۸) اگر تم سچے ہو تو یہ فتح کب ہوگی؟

(۲) مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۶/۴۸) اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟

۱۰ ــــ کتاب

کے لیے کِتَاب[1]، اَسْفَار[2]، سِجِل[3]، نُسْخَة[4]، زُبُر[5]، صُحُف[6] کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں

۱۔ کِتَاب: ہر لکھی ہوئی چیز۔ چٹھی۔ اعمالنامہ اور معروف معنوں میں کتاب (ج کتب) قرآن میں ہے:

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا (۲۷/۲۸) میری یہ چٹھی لے جاؤ۔

۲۔ اَسْفَار: (سِفْر کی جمع) سِفْر بمعنی بڑی کتاب۔ اجزائے تورات میں سے ایک جزو (منجد) اور سَفَر بمعنی کشف یا کسی چیز کو بے نقاب کرنا۔ اور سِفْر بمعنی ایسی کتاب جو حقائق کو بے نقاب کرنے والی ہو (مف۔ فق ل ۱۴۲) تورات کی بڑی بڑی شروح وتفاسیر۔ ارشادِ باری ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (۶۲/۵) جن لوگوں پر تورات (کے احکام کی تعمیل) کی ذمہ داری ڈالی گئی پھر انہوں نے اس بارِ (تعمیل) کو نہ اٹھایا، تو ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے) جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعُمُرُ (۲۸/۴۵) ان پر طویل مدت گزر گئی۔

ماحصل: (۱) مُدَّت: زمانہ کی طوالت۔ اس کا استعمال عام ہے۔

(۲) اَمَدٌ: عرصہ دراز اور اس کی انتہا یا فاصلہ اور بُعد مکانی۔

(۳) عِدَّت: ایسی مدت جس کا شمار کرنا مطلقہ کے لیے ضروری ہو۔ یہ شرعی اصطلاح ہے۔

(۴) اُمَّۃ: وہ مدت جو ماضی میں گزر چکی ہو۔

(۵) مَلِیّ۔ طویل مدت خلود کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(۶) مُہلت: آہستہ آہستہ مدت کو نرمی سے بڑھاتے جانا۔ ڈھیل دینا۔

(۷) عُمُر: کسی جاندار کی پیدائش سے حال تک کی مدت۔

۱۸۔۔۔ مدد دینا۔ کرنا اور چاہنا

کے لیے اَعَانَ اور اِسْتَعَانَ (عون) نَصَرَ اور اِسْتَنْصَرَ۔ اَیَّدَ۔ عَزَّزَ۔ عَزَّرَ، ظَاھَرَ۔ رَفَدَ رَدَّ اور اَمَدَّ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَعَانَ، عَوْن بمعنی مددگار (مف) اور اَعَان بمعنی کسی کا ہاتھ بٹانا۔ ساتھ دینا اور تَعَاوَنَ بمعنی ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا اور ساتھ دینا ہے۔ یہ لفظ عام ہے۔ قرآن میں ہے:

فَاَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (۱۸/۹۵) تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔

اور اِسْتَعَان بمعنی کسی سے مدد اور تعاون طلب کرنا۔ قرآن میں ہے:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱/۴) (اے پروردگار!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

۲۔ نَصَرَ: بمعنی کسی کی تکلیف یا ظلم و زیادتی دور کرنے کے لیے اس کی مدد کرنا (محیط)۔ اور یہ اعانت سے اخص ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (۳/۱۲۳) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدر کے میدان میں تمہاری مدد کر چکا ہے جبکہ تم کمزور تھے۔

اور اِسْتَنْصَرَ بمعنی اپنے آپ پر ظلم و زیادتی کو رفع کرنے کے لیے کسی سے مدد طلب کرنا۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ (۸/۷۲) اور اگر وہ (مسلمان جنھوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی) تم سے دین کے معاملے میں مدد مانگیں تو اُن کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔

۳۔ اَيَّدَ: الاید بمعنی سخت قوت (مف) اور اَیَّدَ بمعنی کسی کی امداد کر کے اسے قوت بہم پہنچانا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ضَحِكَ، آواز کے ساتھ منہ کھول کر ہنسنا جس سے دانت نظر آجائیں (منجد) ارشاد باری ہے:

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ (۱۱/۷۱) — اور ابراہیمؑ کی بیوی جو پاس کھڑی تھی۔ ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی۔

۲۔ تَبَسَّمَ: بَسَمَ اور تَبَسَّمَ بمعنی مسکرانا (منجد) بغیر آواز تھوڑا سا ہنس دینا جس سے انبساط کے آثار نظر آئیں۔ قرآن میں ہے:

تَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (۲۷/۱۹) — سلیمانؑ چیونٹی کی اس بات سے مسکرائے پھر ہنسنے لگے۔

۱۶۔ ہوا اور اس کی اقسام

ہوا کے لیے معروف لفظ رِیْح (ر و ح) ہے۔ ابن الفارس کے نزدیک اس کا معنی ہوا اور حرکت کرنا ہے (م۔ل) مگر یہ اس سے زیادہ وسیع معنوں میں قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

(۱) بمعنی ہوا معروف معنوں میں جو حرکت کرتی ہے (ف ل ۱۷۲) ارشاد باری ہے:

اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ (۴۲/۳۳) — اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے۔

(۲) بمعنی بو یا خوشبو۔ قرآن میں ہے:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ (۱۲/۹۴) — مجھے تو یوسفؑ کی بو آرہی ہے۔

(۳) بمعنی رعب اور دبدبہ۔ جیسے فرمایا:

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ (۸/۴۶) — اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

اور رِیْح کی جمع رِیَاح ہے۔ جب اِرْسَالُ الرِّیَاح کا لفظ ہو تو وہاں رحمت کی ہوائیں مراد ہوتا ہے۔ اور اگر اِرْسَالُ الرِّیْح مذکور ہو یعنی واحد کا صیغہ استعمال ہو تو اس سے مراد عذاب دینے والی ہوا ہوتی ہے (مف) اب ہم اسی لحاظ سے ان کی الگ الگ تقسیم کرتے ہیں۔

خوشگوار ہوائیں

کے لیے رَوْح، رَیْحَان، مُبَشِّرَات اور لَوَاقِح کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ رَوْح: بمعنی بادِ نسیم۔ رحمت۔ خوشی۔ آرام بدد اور یَوْمٌ رَوْحٌ بمعنی خوشگوار دن (منجد) اور امام راغب کے نزدیک رُوْح اور رَوْح دراصل ایک ہی ہیں۔ اور رُوْح کا اطلاق سانس پر ہوتا ہے۔ اور اَرَاحَ الْاِنْسَان کے معنی کسی شخص کے سانس لینے کے ہیں۔ اور راحت حاصل کرنے کے بھی (مف) رُوْح کے مختلف معانی پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا معنی اللہ کے احسانات اور انعامات کی مسلسل جاری رہنے والی رَو ہے جو انسان کے لیے راحت و آرام کا سبب بنتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ جوار: جاریۃ بمعنی کشتی کی جمع (جری) وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (۳۲/۴۲)
اور اسی کی نشانیوں سے سمندر میں کشتیاں ہیں جو گویا پہاڑ ہیں۔ جَارَ (جور) عن الطریق بمعنی راستہ سے ہٹ گیا۔ اور جوار بمعنی وُہ تارے جو سیدھی چال چلتے چلتے کبھی کبھار تھوڑا سا رُخ بدل جاتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔ (۸۱/۱۵-۱۶) پس اُن سیاروں کی قسم جو کبھی پیچھے ہٹ جاتے کبھی تھوڑا سا رُخ بدلتے اور کبھی چھپ جاتے ہیں۔

۷۔ سُوق: (ساق بمعنی پنڈلی کی جمع) "فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ" (۳۸/۳۳) "تو سلیمانؑ نے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا"۔ اور سوق کا لفظ اس معنٰی میں بطور مفرد بھی آیا ہے۔ "فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهٖ" (۴۸/۲۹) "تو وُہ پودا اپنے ڈنٹھل یا نال پر کھڑا ہو گیا"۔ اور سُوق بمعنی بازار (ج اسواق) "وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ" (۲۵/۷) "اور وُہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہے"۔

۸۔ عِظام: عَظْم بمعنی ہڈی کی جمع۔ "وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ" (۲/۲۵۹) "اور ہڈیوں کی طرف دیکھو"۔ اور عَظِيم بمعنی بڑا یا بزرگ کی جمع بھی اس لحاظ سے عِظَام کا لفظ قرآن میں غالبًا استعمال نہیں ہوا۔

۹۔ عَيْن بمعنی چشمہ (ج عیون) "مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ" (۲۶/۵۷) "باغوں اور چشموں سے" اور
" " آنکھ (" اَعْيُن) "تَرٰى اَعْيُنَهُمْ" (۵/۸۳) "تو ان کی آنکھوں کو دیکھے گا۔"

۱۰۔ غُرْفَۃ: بمعنی چلو بھر (پانی) اور غَرْفَۃ بمعنی چلو بھرنے کی ہیئت۔ ج غواف اور بمعنی ایک مرتبہ چلو سے پانی نکالنا اور مِغْرَفَۃ بمعنی چمچہ جس سے شوربا وغیرہ نکال کر برتن میں ڈالا جاتا ہے (مف) ارشاد باری ہے:

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ (۲/۲۴۹) مگر وُہ ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے۔

اور غرفۃ بمعنی بالا خانہ۔ کمرہ (ج غرفات) ارشاد باری ہے:

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا۔ (۲۵/۷۵) ان لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے بالا خانے دیے جائیں گے۔

۱۱۔ قائل: (قول) بمعنی کہنے والا۔ "وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا" (۳۳/۱۸) "اور اپنے بھائیوں کو کہنے والے کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔"

اور قائل (قیل) بمعنی دو پہر کو سونے والا۔ "اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ" (۷/۴) "یا وُہ ہوں دو پہر کو سونے والے"۔

۴۔ لغوی معنی اور شرعی معنی میں فرق

مندرجہ ذیل الفاظ ایسے ہیں جو قرآن کی عبارت میں مستعمل ہو کر ایک مخصوص معنی پیدا کر دیتے ہیں مگر لغت اُن کی تائید نہیں کرتی۔

۱۔ اَذًى: قرآن میں ہے: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى (۲/۲۲۲) آپ سے حیض کے متعلق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ